بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصاراللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب)

صلح حدیبیہ کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06؍دسمبر 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے ذکر میں آج کچھ مزید تفصیل بیان کروں گا۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ معاہدوں میں رخنے رہ جایا کرتے ہیں جو بعض اوقات بعد میں اہم نتائج کا باعث بن جاتے ہیں۔ چنانچہ اس معاہدے میں بھی یہ رخنہ رہ گیا تھا۔ اس معاہدے میں گو کہ مسلمان مردوں کی واپسی کے متعلق صراحتاً ذکر تھا مگر مسلمان عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا۔

ابھی معاہدے پر تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ چند مسلمان عورتیں کفّارِ مکّہ سے چھُٹ کر مدینے پہنچ گئیں۔ ان میں سب سے اوّل نمبر پر مکّے کے فوت شدہ مشرک رئیس عقبہ ابن ابی معیط کی لڑکی امِّ کلثوم تھی، جو ماں کی طرف سے حضرت عثمان بن عفانؓ کی بہن بھی لگتی تھی۔ امِّ کلثوم بڑی ہمت دکھا کر لمبا سفر پاپیادہ طے کر کے مدینے پہنچی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کے دو کافر رشتے دار بھی مدینے آگئے اور اس کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ گو کہ معاہدے میں صرف مرد کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر دراصل معاہدہ عام ہے اور مرد اور عورتوں دونوں پر مساوی اثر رکھتا ہے۔ ام کلثوم معاہدے کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے بھی کہ عورت کمزور جنس سے تعلق رکھتی ہے، واپسی کے لیے تیار نہ تھی۔

آنحضرت ﷺ نے طبعاً اور انصافاً ام کلثوم کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ ان ہی دنوں یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر کوئی عورت مکے سے مدینے آئے تو اس کا اچھی طرح امتحان کرلو اور اگر وہ نیک بخت اور مخلص ثابت ہو تو اسے ہر گز واپس نہ لوٹاؤ۔ لیکن اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کا مہر اس کے مشرک خاوند کو لازماً ادا کرو۔

معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان مرد مکے سے مدینے آئے گا تو اسے واپس لوٹایا جائے گا لیکن اگر کوئی مرد مدینے سے مکّے جائے گا تو کفار اسے واپس کرنے کے پابند نہ ہوں گے۔ بظاہر اس شرط سے مسلمانوں کی ہتک مراد لی گئی تھی مگر حقیقت میں ایسا نہ تھا۔ ابتدا میں ہی آنحضرت ﷺ نے فرمادیا تھا کہ ہاں! ٹھیک ہے جو شخص مدینہ چھوڑ کر مسلمانوں سے الگ ہو کر جائے گا ایسے منافق اور گندے عضو کو مدینے میں واپس لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی معاہدے کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ابو بصیر جو مکے کا رہنے والا تھا مسلمان ہو کر مدینے آگیا، مگر معاہدے کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کفار کے مطالبے پر اسے کفار کے ساتھ بھیج دیا۔ جب یہ پارٹی اسے ساتھ لے کر جا رہی تھی تو راستے میں اس نے موقع پا کر پارٹی کے رئیس کو قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر مدینے آگیا اور اس کے پیچھے پیچھے ابو بصیر بھی مدینہ آگیا۔ ابو بصیر نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ نے مجھے کفار کے حوالے کر دیا تھا اور یوں آپؐ کی ذمہ داری ختم ہو گئی، مگر خدا نے مجھے ظالم قوم سے نجات دے دی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ شخص تو جنگ کی آگ بھڑکا رہا ہے، اس پر ابو بصیر نے یہ جان کر کہ آنحضرت ﷺ تو اسے بہر حال معاہدے کی وجہ سے واپس جانے کا ارشاد فرمائیں گے، وہ چپکے سے مدینے سے نکل گیا اور ایک الگ مقام پر اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ جب مکے کے دوسرے کمزور مسلمانوں کو ابو بصیر کے علیحدہ ٹھکانے کا علم ہوا تو وہ بھی آہستہ آہستہ وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے، ان ہی لوگوں میں رئیس مکہ سہیل بن عمرو کا لڑکا ابو جندل بھی تھا۔ ان لوگوں کی تعداد ستّر اور بعض روایات میں تین سَو تک بیان کی گئی ہے، اس طرح آہستہ آہستہ مدینے کے علاوہ ایک اور مسلمان ریاست وجود میں آگئی۔ چونکہ یہ علاقہ شام کے راستے میں تھا اس لیے ان مسلمانوں کی اکثر کفار کے ساتھ مڈھ بھیڑ جاری رہتی اور اس نئے محاذ سے تنگ آکر خود کفار نے آنحضرت ﷺ سے سفارت کے ذریعے درخواست کی کہ ان مسلمانوں کو بھی مدینے بلوالیں۔ جب آنحضرت ﷺ کا خط ابو جندل اور ابو بصیر کے پاس پہنچا تو ابو بصیر بیمار ہو کر صاحبِ فراش تھے، انہوں نے بڑے شوق سے حضورؐ کے خط کو ہاتھ میں تھامے رکھا اور اسی حالت میں ان کی وفات ہو گئی جبکہ باقی مسلمان مدینے آگئے۔

مستشرقین حسبِ عادت اعتراض کرتے ہیں،ان اعتراضات میں سے دو قابلِ توجہ اعتراضات پر حضرت مرزابشیر احمد صاحبؓ نے تبصرہ فرمایاہے، جن میں پہلا اعتراض عورتوں کو واپس کرنے پر معاہدے کی خلاف ورزی کاہے اور دوسرااعتراض ابوبصیر اورابو جندل کے واقعے پر ہے۔

ان اعتراضات کے جواب میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اوّل یہ معاہدہ کفارِ مکہ کے ساتھ ہوا تھاجو پہلے دن سے مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار چلے آرہے تھے۔ پھر یہ کہ خود کفارِ مکہ کی گواہی موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی چنانچہ جب ہرقل شہنشاہِ رُوم کو آنحضرت ﷺ کا تبلیغی خط ملاتو اس نے ابوسفیان کو جو رئیس الکفار تھااور اس وقت شام میں موجود تھا اسے بلایا اور یہی سوال کیا تو ابوسفیان نے جواباً کہا کہ نہیں! محمد (ﷺ) نے کبھی معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی۔

عورتوں کی واپسی پر اعتراض کے ذیل میں حضرت مرزابشیر احمد صاحبؓ نے صحیح بخاری میں مرقوم الفاظ نقل کرکے فرمایاہے کہ ان واضح اور غیر مشروط الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ اعتراض کرناصرف بے انصافی نہیں بلکہ انتہائی بد دیانتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ تاریخ کی بعض روایتوں میں معاہدے کے الفاظ میں 'رجل' کالفظ نہیں بلکہ عام الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن سے مرد اور عورت دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اس کاجواب یہ ہے کہ اوّل تو مضبوط روایت، جس میں 'رجل' کالفظ آتاہے اسی کو مقدم سمجھا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ تاریخی روایات جن میں مختلف الفاظ آتے ہیں وہ بھی اسی تشریح کے حامل ہیں جو کیے گئے ہیں۔ مثلاً سیرت ابن ہشام میں جو الفاظ ہیں وہاں بے شک مرد کالفظ نہیں مگر تمام ضمائر اور صیغے وہی ہیں جو مردوں کے لیے مستعمل ہیں۔

دوسرااعتراض جو ابوبصیر کے واقعے سے تعلق رکھتاہے یہ بھی غور کرنے پر بالکل بودہ اعتراض معلوم ہوتا ہے۔ بے شک آنحضرت ﷺ نے یہ معاہدہ کیا تھا مگر سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی؟ ہرگز نہیں! آپؐ نے تو اس معاہدے کی پابندی کاشاندار نمونہ دکھایا۔

غور کریں! ابوبصیر اسلام کی صداقت کا قائل ہو کر مکّے سے بھاگتاہے، چھپتا چھپاتا مدینے پہنچ جاتاہے، مگر اس کے ظالم رشتے دار اس کے پیچھے پہنچ جاتے ہیں اور اسے جبراً بزورِ تلوار واپس لے جانا چاہتے ہیں، دونوں فریق آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ابوبصیر آنحضرت ﷺ سے بھرائی ہوئی آواز میں عرض کرتاہے کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے خدانے اسلام کی نعمت سے نوازاہے اور مکے واپس جانے میں دکھ اور تکلیف کی زندگی میرے سامنے ہے، آپؐ جانتے ہیں خدا کے لیے مجھے واپس نہ بھجوائیں۔ دوسری جانب ابو

بصیر کے رشتے دار معاہدے کا حوالہ دیتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے اپنے دل میں سخت صدمہ تھا مگر ایسے وقت میں بھی آپؐ نے امانت اور دیانت کا پورا خیال رکھا۔

آپؐ نے فرمایا! اے ابو بصیر! تم جانتے ہو کہ ہم ان لوگوں کو اپنا عہد و پیمان دے چکے ہیں، اور ہمارے مذہب میں عہد شکنی جائز نہیں ہے۔ پس! تم ان لوگوں کے ساتھ چلے جاؤ اور اگر پھر تم اسلام پر صبر و استقلال کے ساتھ قائم رہو گے تو خدا تمہارے لیے اور تم جیسے مظلوموں کے لیے خود کوئی نجات کا رستہ کھول دے گا۔ اس ارشادِ نبوی پر ابو بصیر واپس چلا گیا۔ اس واقعے کی بعد کی تفاصیل کے ذیل میں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مکّے سے نکلنے والا شخص خواہ کہیں بھی ہو آپؐ اسے مکے واپس پہنچانے کے ذمہ دار ہوں گے تو معاہدے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ مدنی سیاست سے باہر لوگوں کو واپس مکے پہنچانے کا ذمہ دار آنحضرت ﷺ کو قرار دینا خلافِ عقل بات ہے۔ یہ شرائط کفار مکہ نے از خود رکھی تھیں اور جو کانٹے انہوں نے خود بوئے تھے وہ خود ہی ان کا شکار ہوئے۔ بے شک وہ لوگ جو ابو بصیر کے ساتھ اس علاقے میں جمع ہوئے مذہبی لحاظ سے مسلمان تھے مگر دنیاوی، سیاسی، حکومتی اور قانونی لحاظ سے آپؐ کا ان پر کوئی حق نہ تھا، یہ شرط کہ وہ لوگ سیاسی لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے تابع نہ ہوں گے خود کفار نے رکھی تھی۔ جب از خود کفار نے ان مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کی سیاست سے نکال دیا تو پھر آنحضرت ﷺ پر اعتراض کیسا۔ یہ کفار مکہ کا اپنا مکر تھا جو خود ان ہی پر لوٹ کر گرا۔ آپؐ کا دامن جو پاک تھا وہ پاک رہا۔ آپؐ نے معاہدے کے الفاظ کو بھی پورا کیا اور ابو بصیر کو مکے والوں کے سپرد کرتے ہوئے مدینے سے رخصت کر دیا اور پھر آپؐ نے معاہدے کی روح کو بھی پورا کیا اور ابو بصیر اور اس کے ساتھیوں کو اپنی سیاست کے دائرے سے باہر رکھا۔ مگر یہ لوگ انصاف سے کام نہیں لیتے اور اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر بے بنیاد اعتراض کرتے ہیں۔

حضورِ انور نے خطبے کے اختتام پر فرمایا کہ آج بھی انصاف کے دعوے داروں کے یہی دہرے معیار ہیں، آج بھی اسی چیز نے دنیا میں فساد پیدا کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آج بھی دنیا کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو ان دجالی فتنوں سے بچا کر رکھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔